سوال

(468) خاوند کا بیوی سے الگ رہنا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ہمارے ہاں کچھ لوگ ملازمت کےلئے بیرون ملک جاتے ہیں جبکہ وہ شادی شدہ ہوتے ہیں پھر سال، دو سال بعد واپس آتے ہیں، اس دوران یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ گھریلو حالات خراب ہوجاتے ہیں۔ قرآن و سنت کے مطابق خاوند کتنا عرصہ اپنے گھر سے باہر رہ سکتا ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

شریعت نے اس سلسلہ میں کسی مدت کا تعین نہیں کیا کہ خاوند اتنی مدت سے زیادہ باہر نہیں رہ سکتا، کیونکہ یہ میاں بیوی کا باہمی معاملہ ہے، البتہ قرآن و حدیث نے ہمیں اس امر سے آگاہ ضرور کیا ہے کہ دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کریں اور بلاوجہ ایک دوسرے کو تکلیف نہ دیں۔ بیوی کے متعلق تو خاص ہدایات ہیں کہ اس کے ساتھ حسن معاشرت کا مظاہرہ کیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''ان کے ساتھ خوش اسلوبی سے گزر بسر کرو۔''[1]

عورتوں کے متعلق ایک دوسرے مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور انہیں تکلیف دینے کی غرض سے مت روکے رکھو تاکہ تم زیادتی کرتے رہو۔''[2]

احادیث میں بھی عورتوں سے حسن معاشرت کی بہت تاکید آئی ہے اور یہ کوئی حسن معاشرت نہیں کہ روزگار کےلئے انسان بیرون ملک چلا جائے اور بیوی کے حقوق کو نظر انداز کر کے سال دو سال تک باہر ہی رہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس سلسلہ میں بہت حساس طبیعت رکھتے تھے، انہوں نے یہ قانون مقرر کیا تھا کہ کوئی فوجی چار ماہ سے زیادہ اپنے گھر سے باہر نہ رہے۔ چنانچہ آپ عام مسلمانوں کے حالات کا جائزہ لینے کےلئے رات کو گشت کرتے تھے۔ ایک رات کا واقعہ ہے کہ کسی مکان سے گزرتے وقت ایک عورت کی پُر سوز آواز سنی۔ اس کےلئے اپنے شوہر نامدار کی جدائی ناقابل برداشت ہو رہی تھی جو جہاد و قتال میں مصروف تھا اور کئی مہینوں سے گھر نہیں آ سکا تھا، اس کے جذبات دلسوز اشعار کی صورت میں ابل پڑے تھے۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی سے دریافت کرنے پر ہر فوجی نوجوان کےلئے چار ماہ کے بعد اپنے گھر جانا لازم قرار دیا۔[3]

بہر حال ہمارے رجحان کے مطابق کسی بھی شوہر کو اپنے گھر سے اتنی مدت کےلئے غیر حاضر نہیں رہنا چاہیے جس میں گھریلو حالات خراب ہو جائیں۔ (واللہ اعلم)

---

[1] النساء: ۱۹۔

[2]البقرۃ : ۲۳۱۔

[3]سنن البیھقی ص ۲۹ ج ۹۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد4۔ صفحہ نمبر:411

محدث فتویٰ